Virtual University

Open Access (**ISSN:** Print: 3106-8111/ Online: 3106-812X)

Al-Naza'ir Journal of Modern Religious Discourses (NJMRD)

Vol: 02, Issue: 01, 2026, Pages: 47-52 (Publishing Date: 30-June-2026)

AL-NAZĀ'IR

تجارتی معاملات میں مبیع کے "توابع" کی شرعی حیثیت کا فقہی مطالعہ

A Jurisprudential Study of *Tawābi*ʿ *al-Mabī*ʿ in Islamic Commercial Law

1. Dr. Rizwan Ali

Senior Subject Specialist (Islamic Studies).

DrRizwanAli@hotmail.com

2. Dr. Mahmood Ahmad

Assistant Professor, Govt. College University, Faisalabad

mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

This study investigates the Sharīʿah status of *tawābi*ʿ *al-mabī*ʿ (the appurtenances or accessories of a sold object) in commercial transactions, with reference to the opinions of classical and contemporary jurists. Many commodities, such as houses, agricultural land, vehicles, livestock, and modern technological devices are accompanied by subsidiary items whose legal ownership after sale often becomes a matter of dispute. The research analyzes how Islamic jurisprudence determines whether such subsidiary items are automatically included in a sale contract or remain excluded unless explicitly stated. Drawing upon classical fiqh literature, foundational texts such as *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, *Sunan Ibn Mājah*, *al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah*, and the principles codified in *Majallat al-Aḥkām al-ʿAdliyyah*, the study identifies three decisive factors in determining inclusion: (1) explicit textual evidence of Sharīʿah, (2) contractual stipulation made by mutual consent, and (3) prevailing ʿurf (custom) of a region or market. Contemporary scholars further extend these rules by outlining practical criteria for identifying inseparable components, essential accessories, and permanently attached fixtures of the sold item. The study concludes that the determination of *tawābi*ʿ relies primarily on a combined application of text, contractual condition, and customary practice. Where textual guidance is absent and no condition is stipulated, ʿurf serves as the decisive standard for resolving disputes. This framework provides a comprehensive basis for addressing modern commercial cases involving real estate, agricultural properties, machinery, vehicles, and digital devices.

Keywords: Tawābiʿ al-Mabīʿ, Islamic Commercial Law, Sharīʿah Rulings on Sales, Contractual Stipulation (Shart), Accessories and Fixtures in Transactions

تجارتی معاملات میں مبیعات میں سے متعدد اشیاء ایسی ہیں جن کے ماتحت یا ان کے ساتھ کچھ ذیلی اشیاء بھی جڑی ہوتی ہیں۔ جیسے کسی شخص نے کوئی گھر خریدا تو اس گھر میں موجود الماریوں، لکڑی یا لوہے کی جالیوں کا کیا حکم ہو گا؟ کیا وہ بائع کی ہوں گیں یا مشتری کی؟ اسی طرح کسی نے کوئی گاڑی خریدی تو اس گاڑی میں بائع کی طرف سے لگایا گیا اضافی سامان کس کی ملکیت میں جائے گا؟ زرعی زمین کی خرید و فروخت کے معاہدے میں اس زمین میں لگے ہوئے پانی نکالنے کے

آلات اور سٹور وغیرہ کس کی ملکیت ہوں گے ؟ وغیرہ۔ الغرض تجارتی معاملات میں یہ جاننا ضروری ہے کہ عقد بیع میں مبیع کے توابع کا کیا حکم ہو گا؟ یعنی کہ اگر کسی نے کوئی چیز خریدی تو اس عقد سے اس چیز کے متعلقات بھی از خود میں شامل ہو جائیں گے یا شامل نہیں ہوں گے ؟

توابع سے متعلق فقہاء کرام کا نقطہ نظر

اگرچہ مبیع کے توابع کی قدیم فقہاء نے باقاعدہ کوئی تعریف نہیں کی تاہم انہوں نے ان توابع کے احکام کو اہتمام کے ساتھ موضوعِ بحث بنایا ہے۔ ابو لیث نصر بن محمد سمرقندیؒ لکھتے ہیں:

"رجل اشترى جارية وعليها ثيابها التي يباع مثلها فيها قَالَ: ثيابها تبع لها"[1]

"کسی آدمی نے کوئی لونڈی خریدی، اس پر جو کپڑے تھے تو وہ کپڑے اس کے توابع میں شمار ہوں گے۔"

موسوعہ کویتیہ میں مبیع کے توابع کی بحث سے قبل ان کا تعارف اس طرح کروایا گیا ہے:

"يَقَعُ الْبَيْعُ عَلَى الْعَيْنِ وَمَنَافِعِهَا، وَلِذَا كَانَ مِنْ مُقْتَضَاهُ أَحْيَانًا أَنْ يَدْخُل فِي الْمَبِيعِ مَالُهُ صِلَةً بِهِ، لِتَحْقِيقِ الْمَنْفَعَةِ الْمُرَادَةِ مِنْهُ، أَوْ أَنْ يَقْضِيَ الْعُرْفُ بِشُمُول الْمَبِيعِ لأَِشْيَاءَ تَدْخُل فِيهِ وَلَوْ لَمْ يُصَرِّحْ بِذَلِكَ فِي الْعَقْدِ."[2]

"بیع کسی عین اور اس کے منافع دونوں پر ہوتی ہے، لہذا بسا اوقات بیع ہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مبیع کے متعلقات اس بیع میں شامل ہوں گے تاکہ اس مبیع سے مطلوبہ منفعت حاصل کی جاسکے، اور بسا اوقات عرف کی رعایت کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں چیز مبیع کے مشمولات میں شامل ہے یا نہیں ہے، چاہے عقد کے وقت اس کی وضاحت نہ بھی کی گئی ہو۔"

زرعی زمین، رہائشی گھر، درخت، کھیتی، کوئی کمپنی، فیکٹری، کوئی حیوان اور دور حاضر میں گاڑیاں اور جدید ٹیکنالوجی کے آلات مثلاً موبائل اور کمپیوٹر و دیگر مشینیں وغیرہ وہ چیزیں ہیں کہ ان کی خرید و فروخت میں ان کے توابع کی بحث بھی آتی ہے۔ کسی زرعی زمین کی بیع کے نتیجے میں کون کون سی اشیاء از خود اس بیع میں شامل ہو جائیں گیں اور کون سی نہیں ہوں گیں؟ جیسے زمین میں موجود ٹیوب ویل، کوئی کمرہ وغیرہ یہی معاملہ دیگر تمام اشیاء کا ہے جیسا کہ موبائل اور لیپ ٹاپ وغیرہ کی خرید و فروخت میں اس کے ساتھ موجود اسیسریز کا کیا حکم ہو گا؟

مبیع کے توابع کی شرعی حیثیت

مبیع کے توابع کے احکام اور بالخصوص یہ طے کرنا کہ آیا یہ چیز مبیع کے توابع میں شامل ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء نے بیان کیا ہے کہ نص شرعی، عرف اور عقد میں لگائی گئی شرط، ان تین چیزوں سے اس بات کا تعین کیا جائے گا کہ کسی مبیع کے توابع میں کون کون سی اشیاء شامل ہوں گی۔

صحیح بخاری میں منقول ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.»"[3]

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کھجور کے درخت فروخت کیے اور ان کی تخم ریزی کی جاچکی تھی تو ان کا پھل فروخت کنندہ کا ہو گا سوائے اس کے کہ خریدنے والا عقد بیع کے وقت اس کی شرط رکھ لے (کہ پھل بھی مشتری کا ہو گا)۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تخم ریزی کی گئی کھجوروں کو فروخت شدہ درخت کی بیع میں شامل نہیں کیا ساتھ ہی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشتری یہ شرط لگالے تو یہ کھجوریں مبیع (فروخت شدہ درخت) کے توابع کے طور پر بیع میں شامل ہو جائیں گیں۔

تیسری چیز یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ اگر تخم ریزی نہ کی گئی ہو تو پھر درخت کا پھل اس کے توابع میں شامل ہو گا اور بیع کی صورت میں مشتری اس کا مالک ہو گا۔ اگرچہ فقہاء کرام کے مابین اس کی تفصیل میں اختلاف رائے موجود ہے[4]۔ اس سلسلے میں امام ابن ماجہؒ نے بھی ایک روایت نقل کی ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درخت کا پھل اس کی تخم ریزی کرنے والے اور غلام کا مال اس کے فروخت کنندہ کی ملکیت ہوگا اِلاّ یہ کہ خریدار اپنے لیے شرط لگالے۔"[5]

جس طرح فقہاء نے عقد میں شامل پھل کو تخم ریزی کرنے والے کی ملکیت قرار دیا ہے اسی طرح بعض فقہاء نے ایک ہی دفعہ کاٹی جانے والی فصل مثلاً گندم، جو اور اکھاڑ کر نکالی جانے والی فصلیں (مولی، گاجریں، لہسن اور پیاز وغیرہ) کو فروخت شدہ گھر میں موجود سامان پر قیاس کیا ہے اور فروخت کنندہ کی ملکیت قرار دیا ہے اگرچہ کچھ فقہاء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔[6]

عقد میں لگائے جانے والی شرط کے معتبر ہونے کی دلیل جیسا کہ اوپر بھی بیان کیا جاچکا ہے تخم ریزی والی حدیث سے ہی ملتی ہے۔ تاہم فقہاء نے ایسی شرط کو غیر معتبر کہا ہے جو نزاع اور جھگڑے پر منتج ہو۔ علامہ شربینیؒ لکھتے ہیں کہ:

"اگر کوئی شخص اپنی زمین اور اس کے ساتھ ایسے کھیتی یا بیجوں کی فروخت کرے جن (کھیتی یا بیج) کی اکیلے خرید و فروخت درست نہیں ہوسکتی تو یہ بیع کالعدم ہو گی اس کی وجہ یہ ہے کہ مبیع میں جہالت پائی جاتی ہے۔ جس کھیتی کی اکیلے خرید و فروخت درست نہیں اس کی مثال ایسی گندم ہے جو ابھی خوشوں میں ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی یا ایسی مولیاں جو زمین میں چھپی ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتیں۔"[7]

نص اور شرط کے ساتھ ساتھ اس معاملے میں سب سے اہم فیصلہ کن چیز "عرف" ہے۔ عرف کے متعلق تمام فقہاء نے لکھا ہے کہ اس مسئلے میں عرف سے فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا فلاں چیز مبیع کے توابع میں شامل ہے یا نہیں ہے۔ موسوعہ کویتیہ میں الفروق، مغنی المحتاج، شرح منتھی الارادات وغیرہ کے حوالے سے یہ منقول ہے کہ:

"فَالأُصْلُ أَنَّ هَذِهِ الأُمُورَ كُلَّهَا تَرْجِعُ إِلَى الْعُرْفِ، وَهُوَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْبِلَادِ، فَمَا جَرَى الْعُرْفُ فِي بَلَدٍ بِدُخُولِهِ فِي الْبَيْعِ تَبَعًا دَخَلَ فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَجْرِ هَذَا الْعُرْفُ فِي بَلَدٍ آخَرَ"[8]

"یعنی توابع کے سلسلے میں فیصلہ کن بات عرف ہی ہے اور عرف مختلف بلاد میں مختلف ہے اگر کسی ایک علاقے میں کوئی چیز کسی مبیع کے توابع میں ہو تو اس علاقے میں اسے کو ایسے ہی سمجھا جائے گا اگرچہ کسی دوسرے علاقے میں ایسا نہ بھی سمجھا جاتا ہو۔"

اسی طرح مرورِ زمانہ سے بہت سے طے شدہ احکام میں بھی تبدیلی آرہی ہے جیسے کسی مشتری نے اگر کسی سے گھر خریدا ہو تو لا محالہ طور پر اس گھر کی زمین بھی اس بیع میں شامل ہوتی ہے لیکن اب دورِ حاضر میں کثیر المنزلہ عمارتیں بن رہی ہیں اور ہر پورشن ایک الگ گھر اور رہائش کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا ایسے معاملات میں زمین کی ملکیت کسی ایک پورشن والے کی نہیں ہوگی بلکہ جدید رہائشی قانون کے تحت مشترکہ طور پر سہولیات سے نفع اٹھایا جائے گا۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں مبیع کے توابع کے احکام کو مختلف دفعات میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے:

دفعہ نمبر230:

"ہر وہ چیز جس کے مبیع میں شامل ہونے کا کسی شہر میں عرف چل پڑے وہ مبیع میں تصریح کے بغیر بھی داخل ہوگی، مثلاً گھر کی خرید و فروخت میں باورچی خانہ اور سٹور۔ اسی طرح زیتوں کے باغ کی خرید و فروخت میں زیتون کے درخت خود بخود شامل ہوں گے کیونکہ باورچی خانہ اور سٹور گھر کا حصہ ہے اور زیتون کے باغ کا اطلاق اس زمین پر ہوتا ہے جس پر زیتون کے درخت لگے ہوئے ہوں خالی زمین کو زیتون کا باغ نہیں کہا جاسکتا۔"

دفعہ نمبر231:

"وہ چیز مبیع کے ایسے جزو کی حیثیت رکھتی ہو جسے مبیع سے جدا کرنا ممکن نہ ہو وہ خریداری کی غرض و غایت کے پیش نظر مبیع میں خود بخود داخل ہوگی، مثلاً جب تالا (قفل) خریدا تو اس کی چابی اور دودھ کی خاطر گائے خریدی گئی تو اس کا دودھ پیتا بچھڑا خود بخود عقد میں داخل ہوگا۔"

دفعہ نمبر232:

" مبیع کے ساتھ مستقل طور پر وابستہ رہنے والے متعلقات خود بخود عقد بیع میں داخل ہوں گے مثلاً جب گھر فروخت کیا گیا تو اس میں کیلوں سے ٹھونکے گئے تالے، مستقل طور پر لگائی گئی الماریاں، بستر رکھنے کے لیے تیار کیے گئے دیواری تختے، گھر کی حدود میں شامل باغیچہ اور شاہراہ عام تک پہنچنے والا راستہ یا اندرونی بند راستہ خود بخود عقد میں داخل ہو گا نیز باغیچہ کی بیع کی صورت میں مستقل طور پر اس لگائے گئے درخت خود بخود اس میں شامل ہوں گے۔"

دفعہ نمبر 233:

" وہ تمام اشیاء جو مبیع میں شامل نہیں ہوتیں، نہ اس کے ساتھ مستقل طور پر وابستہ ہوتی ہیں، نہ مبیع کے جزو کی حیثیت رکھتی ہیں اور نہ ہی انہیں اس کے ساتھ فروخت کرنے کا عرف ورواج ہو یہ اس وقت تک عقد میں شامل نہیں ہو گیں جب تک ان کا باقاعدہ ذکر نہ کیا جائے۔ لیکن وہ اشیاء جن کو مبیع کے تابع کر کے فروخت کرنے کا عرف اور رواج ہوتا ہے وہ خود بخود عقد بیع میں داخل ہوتی ہیں۔ مبیع میں شامل نہ ہونے والی اشیاء کی مثالوں میں وہ غیر مستقل اشیاء ہیں جو الگ سے استعمال کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہنے کے لیے بنائی جاتی ہیں جیسے صندوق، کرسی، بینچ (جو زمین میں فکس نہ ہوں) بغیر تصریح کے مبیع میں شامل نہ ہوں گے۔ اسی طرح لیموں اور پھولوں کے گملے اور ایسے پودے جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے لگایا گیا ہو (جیسے چھوٹے پودوں کی پنیری لگائی جاتی ہے جو بعد میں الگ الگ کر کے گملوں یا زمین میں لگائے جاتے ہیں) ایسے پودے بھی باغوں کی خرید وفروخت میں بغیر تصریح کے شامل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح زمین کی خرید وفروخت کی صورت میں کھیتی اور درخت فروخت کرنے کی صورت میں پھل تصریح کے بغیر عقد میں داخل نہیں ہوں گے۔ البتہ جانور کی لگام اور اونٹ کی نکیل وغیرہ جیسی اشیاء جن کے بارے میں عرف اور رواج یہ ہوتا ہے کہ وہ مبیع کے ضمن میں فروخت کی جاتی ہیں خود بخود عقد میں داخل ہوں گے۔[9]

اس سلسلے میں معاصر علماء نے قدیم فقہاء کے اقوال و آراء کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ قواعد وضوابط بھی طے کیے ہیں جن کی مدد سے مبیع کے ذیل میں آنے والی اور نہ آنی والی اشیاء کے بارے پیدا ہونے والے نزاع کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ دکتور دبیان کی طرف سے ذکر کردہ چند ضوابط کو مختصراً ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

ضابطہ نمبر 1:

جس چیز کے متعلق عرف جاری ہو جائے کہ وہ مبیع میں شامل ہو گی تو اسے مبیع میں شامل سمجھا جائے گا اور اگر یہ عرف جاری ہو جائے کہ فلاں چیز، فلاں چیز کے توابع میں شامل نہیں ہے تو اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔

ضابطہ نمبر 2:

کسی معاشرے کی بول چال میں کوئی چیز اگر مبیع کے نام کے ساتھ ایسے جانی جاتی کہ وہ اس کا حقیقی جزو سمجھی جاتی ہو تو اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا یعنی وہ مبیع کے مشمولات میں شامل ہو گی۔ جیسے جب گھر کا لفظ بولا جاتا ہے تو کمرے از خود اس میں شامل ہی ہوتے ہیں۔

ضابطہ نمبر 3:

ہر وہ چیز جو مبیع کے لیے اتنی ضروری اور لازمی ہو کہ اس کے بغیر مبیع کو خریدنے کا مقصد ہی فوت ہو جائے تو وہ بھی مبیع کا حصہ سمجھی جائے گی اگرچہ اس کا وجود مبیع سے الگ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ قفل (تالہ) کی چابی۔

ضابطہ نمبر 4:

ہر وہ چیز مبیع کے توابع میں سمجھی جائے گی جو اس کی ذات کے ساتھ مستقل طور پر متصل ہو اور مبیع کے مقاصد میں سے ہو۔ جیسا کہ کسی گھر میں لگے ہوئے دروازے، دیواروں میں فکس کی ہوئی الماریاں، ایک جگہ مستقل طور پر بنی ہوئی سیڑھی وغیرہ۔ تاہم ایسی اشیاء جو ضرورت کے تحت ادھر ادھر اٹھا کر رکھی جاتی ہیں اور باقاعدہ گھر کی بلڈنگ کا حصہ نہیں ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہیں جیسے لکڑی یا لوہے کا صندوق، یا پودوں کے گملے وغیرہ۔

ضابطہ نمبر5:

وہ تمام چیزیں مبیع کے توابع میں شامل ہوں گیں جن کے متعلق بیع کرتے وقت کسی بھی طرح کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہو۔ جیسے کوئی کہے کہ میں یہ مکان آپ کو اس کے تمام حقوق کے ساتھ فروخت کرتا ہوں۔ تو اب اس مکان یا جگہ تک آنے جانے کے راستے کا حق، پانی کا حق، سامان لانے لیجانے کا حق وغیرہ مبیع کے توابع میں شامل ہو گا۔

ضابطہ نمبر6:

ہر وہ چیز جو مبیع سے الگ وجود رکھتی ہے اور عرف وعادت میں بھی مبیع کا حصہ نہیں سمجھی جاتی وہ مبیع میں شامل نہیں ہو گی الاَّ یہ کہ اس کی صراحت کر دی جائے۔ جیسے کسی گھر میں موجود بستر، چارپائیاں، پودوں کے گملے، الگ وجود رکھنے والے تالے (دروازوں میں فکس تالے نہیں) وغیرہ

ضابطہ نمبر7:

جب کوئی چیز طے کر لی جائے کہ یہ مبیع میں شامل ہو گی اور یہ شامل نہیں ہو گی تو اس کی پابندی کی جائے گی۔[10]

نتائج بحث

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

- مبیع کے توابع پر فقہاء کرام نے باقاعدہ بحث کی ہے۔
- فقہاء نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ جن اشیاء کے متعلق نص سے راہ نمائی مل جائے اس کو اسی طرح قبول کیا جائے گا۔
- اس کے علاوہ اس سلسلے میں اگر متعاقدان باہمی رضامندی سے عقد بیع کے وقت جو معاملہ طے کر لیں، اس کی پابندی کی جائے گی۔
- اگر کوئی چیز بوقت عقد طے نہیں کی گئی تو اس کے متعلق حتمی فیصلہ عرف کے مطابق کیا جائے گا یعنی اس علاقے یا متعلقہ مارکیٹ میں کسی چیز کے متابعات کے بارے میں جو عرف ہو گا اسی کو معتبر سمجھا جائے گا۔ یعنی مبیع کے متعابعات کے متعلق نص، شرط اور عرف کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

[1] سمرقندی، ابو لیث نصر بن محمد بن احمد سمرقندی، عیون المسائل، مطبعۃ اسعد بغداد، 1386ھ، ص:162

al-Samarqandī, Abū al-Layth Naṣr ibn Muḥammad ibn Aḥmad al-Samarqandī, *ʿUyūn al-Masāʾil* (Baghdad: Maṭbaʿat Asʿad, 1386 AH), p. 162.

[2] الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ:9/17

al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah al-Kuwaytiyyah, 9:17.

[3] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من باع نخلا قد ابرت، حدیث:2204

al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb Man Bāʿa Nakhlan Qad Ubbirat, Ḥadīth no. 2204.

[4] حنفی فقہاء نے اس مسئلے میں جمہور فقہاء سے اختلاف کیا ہے ان کے ہاں پھل مطلقا فروخت کنندہ کی ملکیت ہے خواہ درخت کی تخم ریزی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور خواہ وہ پختگی کو پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو۔ اس اختلاف کی وجہ "مفہوم صفت" کا معتبر ہونا اور نہ ہونا ہے۔

The Ḥanafī jurists differed from the majority of jurists on this issue. According to them, the fruit belongs absolutely to the seller, regardless of whether pollination has taken place or not, and irrespective of whether the fruit has reached maturity. The basis of this disagreement lies in the acceptance or rejection of the legal authority of mafhum al-ṣifah (implicative meaning derived from qualification).

[5] ابن ماجہ، کتاب الاجارات، باب ماجاء فیمن باع نخلا وبہا او عبدا لہ مال، حدیث: 2213

Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Ijārāt, Bāb Mā Jā'a fī Man Bā'a Nakhlan wa Bihā Thamar aw ʿAbdan Lahu Māl, Ḥadīth no. 2213.

[6] مغنی المحتاج: 2/81

al-Khaṭīb al-Shirbīnī, Mughnī al-Muḥtāj, 2:81.

[7] ایضاً: 2/85

Ibid., 2:85.

[8] موسوعۃ کویتیہ: 9/18

al-Mawsūʿah al-Fiqhiyyah al-Kuwaytiyyah, 9:18.

[9] مجلۃ الاحکام العدلیۃ: دفعہ نمبر 230-233

Majallat al-Aḥkām al-ʿAdliyyah, Articles 230–233.

[10] المعاملات المالیۃ اصالۃ ومعاصرۃ، 2/306-311، **مزید دیکھیے:** حاشیہ ابن عابدین: 4-548، تبیین الحقائق: 4/10، الفروق: 3/288، مجلۃ الاحکام الشرعیۃ الحنبلیۃ: مادہ: 298-299، مجلۃ الاحکام العدلیہ: مادہ 229-233، عقد البیع لزرقاء ص: 55

ʿAlī al-Sālūs, al-Muʿāmalāt al-Māliyyah Aṣālah wa Muʿāṣarah, 2:306–311. See also: Ḥāshiyat Ibn ʿĀbidīn, 4:548; Tabyīn al-Ḥaqā'iq, 4:10; al-Furūq, 3:288; Majallat al-Aḥkām al-Sharʿiyyah al-Ḥanbaliyyah, Articles 298–299; Majallat al-Aḥkām al-ʿAdliyyah, Articles 229–233; and Muṣṭafā al-Zarqā', ʿAqd al-Bayʿ, p. 55.